ابو یزید کے حوالے سے چند موضوع (جھوٹی) روایات پر جرح

اپریل، مئی 2018 میں دعوت اسلامی کو راہ ہدایت دکھلانے کے لیے روایات پر جرح پیش کی گئی تھیں تا کہ وہ ناصبیت کے شر سے توبہ کریں۔ ہم احباب کی سہولت وہدایت کی روشنی حاصل کرنے اور نواصب کے شر کے سدباب کے لیے پھر سے عام کر رہے ہیں اور فتنہ کے شکار اور نواصب کو رجوع کی دعوت وہدایت کی روشنی دیکھیں رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں

بعض اہل سنت والجماعت کے علماء نے وضع حدیث پر کفر کا فتوی لگایا ہے، ملا علی قاری امام جلال الدین سیوطیؒ سے نقل کرتے ہیں

لا اعلم شیئاً من الکبائر قال احد من اھل السنۃ بتکفیر مرتکبہ الا الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کبیرہ گناہوں میں سے کوئی گناہ میرے علم میں ایسا نہیں ہے کہ جس کے مرتکب کو اہل سنت میں سے کسی نے کافر قرار دیا ہو سوائے کذب علی الرسول کے (کہ اس کو بعض علماء نے موجب کفر قرار دیا ہے)

اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں یہ کیسا حساس معاملہ ہے اب جو لوگ۔۔۔ اس حوالے سے لاپروائی کو تائی کرتے ہیں وہ اپنا ٹھکانے کا خود تعین کر سکتے ہیں

****

دعوت اسلامی کے علماء خمسہ کی خیانت

فیضان معاویہ صفحہ نمبر 169-170 پر ایک اور موضوع روایت لکھ ماری روایت یہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ کے ہاں تشریف لائے اس وقت معاویہ ان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا اور وہ انھیں چوم رہی تھیں آپ نے فرمایا کیا تو انھیں پسند کرتی ہے عرض کی میرا بھائی ہے میں اسے محبت کیوں نہ کروں پس حضور علیہ السلام نے ... فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے محبت کرتے ہیں

یہ موضوع روایت لکھ کر دعوت اسلامی کے علماء خمسہ نے معاویہ کو مولا علی علیہ السلام کی طرح محبوب خدا اور مصطفی بنانے کی کوشش سر انجام دی اور مولا علی کی مشہور فضیلت جو غزوہ خیبر کے موقع پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت فرمائی کہ وہ اللہ اور اس کے

رسول کے محبوب و محب ہیں..کے مقابلے میں گھڑی ہوئی روایت لکھ ماری اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی لکھی جس کا حال بھی اس روایت جیسا ہی ہے اب جرح ملاحظہ فرمائیں

حافظ ہیثمی نے اس کو امام طبرانی کی المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے مگر یہ طبرانی کے مطبوع نسخے میں موجود نہیں طبرانی کبیر کے کچھ اجزاء مفقود ہیں شاید یہ ان میں ہو حافظ ہیثمی فرماتے ہیں

فيه من لم اعرفهم

اس میں ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا..(مجمع الزوائد جلد 9 ص 355) جب راوی ہی مجہول ہیں اور نامعلوم ہیں تو روایت اور سند کا حال کیا ہو گا

امام ابن عساکر نے اسے عقیلی کی سند سے روایت کیا ہے اور عقیلی نے اسے عبد اللہ بن بکار الاشعری سے روایت کیا ہے اور اس کے بارے لکھا ہے

مجهول فی النسب والروایة حديثه غير محفوظ

یہ نسب اور روایت دونوں میں مجہول ہے اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے..(کتاب الضعفاء للعقیلی ج2 ص237 تاریخ دمشق ج59 ص89)

امام ذہبی اور عسقلانی دونوں نے حدیث کے آخر میں لکھا

فهذا غير صحيح..پس یہ صحیح نہیں (میزان الاعتدال ج2 ص398 لسان المیزان ج4 ص442)

امام ابن جوزی نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ان پہلی سند میں موجود عبد اللہ ابن بکار کے بارے لکھا قال العقيلي عبد الله بن بكار مجهول حديثه غير محفوظ

دوسری روایت میں عبد الرحمن بن ابی الزناد ہے اس کے بارے ابن جوزی لکھتے ہیں

هذا حديث لا يصح و فيه عبد الرحمن بن ابی الزناد... قال احمد هو مضطرب الحديث و قال يحی و الرازی لا يحتج به..(العلل المتناهيه فی الاحاديث الواهيه ج 1 ص 227 228 حديث 446445)

امام ذھبی نے ایک عنوان قائم کیا

فمن الاباطيل المختلفه گھڑی ہوئی باطل حدیثیں پھر اس باطل حدیث کو بھی ان میں نقل کیا(سیر اعلام النبلاء ج3 ص128-129)

امام ذھبی نے ایک اور مقام پر لکھا

و هذا حديث كذب رواته ثقات سوى ابن رجاء فهو الآفة

یہ جھوٹی حدیث ہے اس دوسرے راوی ثقہ ہیں ماسوا ابن رجاء کہ پس وہی آفت ہے(تلخیص کتاب العلل المتناھیہ للذھبی ص95)یعنی ابن رجاء نے ہی یہ روایت گھڑ کے ان کی طرف منسوب کی

احباب یہ روایت تمام اہل تحقیق کے نزدیک موضوع اور باطل ہے لیکن پتہ نہیں علماء خمسہ نے اس کے باوجود کیوں اسے نقل کیا اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں

****

دعوت اسلامی کے علماء خمسہ کا ایک اور کارنامہ

فیضان معاویہ میں صفحہ نمبر167 سے169 تک ایک اور موضوع روایت نقل کی روایت کچھ یوں ہے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاں موجود تھے کسی نے دروازے پر دستک دی حضور نے فرمایا دیکھو کون ہے عرض کی معاویہ آپ نے فرمایا انہیں بلالو معاویہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے کان پر قلم رکھا ہوا تھا جس سے وہ لکھتے تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا معاویہ تمہارے کان پر قلم کیسا ہے آپ نے عرض کی میں اس قلم کو اللہ اور اس رسول کے لیے تیار رکھتا ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر دے میری خواہش ہے کہ تم صرف وحی کی کتابت کیا کرو اور میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ کی وحی سے ہی کرتا ہوں تم کیسا محسوس کروگے جب اللہ تمہیں پوشاک پہنائے گا(یعنی ملوکیت دے گا) آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش ہے آزمائش ہے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ ان کے لیے دعا فرمادیجیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی اے اللہ معاویہ کو ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرما انہیں ہلاکت سے محفوظ فرما اور دنیا و آخرت میں ان کی مغفرت فرما...

علماء خمسہ نے اس موضوع روایت کے زریعے معاویہ کو ان کی زیادتیوں کی سند رسول اللہ کی طرف سے دینے اور ان ملوکیت میں جو کچھ ہوا اور ان کی بغاوت کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آئیں اب روایت کی سند مشاہدہ فرمائیں

علماء خمسہ نے اسے معجم اوسط سے نقل کیا ہے (معجم اوسط جلد 1 حدیث 1837) اور اس کی سند یہ ہے

حدثنا احمد قال حدثنا السری بن عاصم قال حدثنا عبداللہ بن یحی بن ابی کثیر عن ابیہ عن ھشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

مجمع البحرین جلد 6 حدیث 3897 میں بھی سند یہی ہے

علماء خمسہ نے رواہت تو نقل کر ڈالی لیکن اس روایت پر علماء کی جرح کو اپنی مذموم کوشش کو کامیاب بنانے کے لیے ترک کر دیا ان تمام کتب میں اسی روایت کے نیچے لکھا ہے

لم یرو ھذا الحدیث عن ھشام الا عبداللہ ابن یحی تفرد بہ السری

اس حدیث کو ھشام سے صرف عبد اللہ بن یحی نے روایت کیا اور عبد اللہ بن یحی سے السری بن عاصم نے روایت کیا ہے

پہلا راوی احمد جو کہ احمد بن محمد الصیدلانی البغدادی ہے اس کو خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا اور کوئی جرح و تعدیل ذکر نہیں کی یعنی راوی مجہول الحال ہے (تاریخ خطیب بغدادی جلد 5 ص 137)

عبد اللہ ابن یحی سے یہ روایت السری بن عاصم نے لی اب السری بن عاصم پر جرح ملاحظہ فرمائیں

وھاہ ابن عدی و قال یسرق الحدیث

ابن عدی کہتے ہیں فضول اور نکما راوی ہے اور حدیثوں کا چور ہے

کذبہ ابن خراش

ابن خراش کہتے ہیں جھوٹا شخص ہے

و قال النقاش فی موضوعاتہ فی الحدیث الاخیر وضعہ السری

اس کو السری نے گھڑا ہے

اور پھر علماء ان اس کی جھوٹی اور موضوع روایات کی مثالیں دیں ایک نقل کر رہا ہوں

و من بلایاہ حدثنا محمد بن مصعب حدثنا ا لاوزاعی عن عبدۃ عن ابی ھر یرہ مر فوعا ا لایمان با لقدر یذھب الھم والحزن.... اس کی گھڑی ہوئی مصیبتوں میں ایک یہ روایت ہے تقدیر پر ایمان دکھ اور ملال کو ختم کر دیتا ہے....(یہ تمام جرح لسان المیزان جلد 3 ص 12 پر ملاحظہ فرمائیں۔

جب اس روایت کے ایک راوی کے احوال ہی معلوم نہیں اور روایت مرکزی راوی السری بن عاصم حدیثیں گھڑنے والا نکما کذاب اور حدیثوں کا چور ہے تو روایت کے موضوع اور جھوٹا ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے... لیکن علماء خمسہ تو علماء عجیب ہیں کیا کیا جائے۔

****

دعوت اسلامی کے علماء خمسہ کی حماقتیں

صفحہ 176-177 روایت نقل کی

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور معاویہ بھی موجود تھے اچانک حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاویہ سے فرمایا اے معاویہ کیا تم علی سے محبت کرتے ہو معاویہ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اللہ کے لیے ان سے بہت محبت کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم دونوں کے درمیان آزمائش ہوگی معاویہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے بعد کیا ہوگا حضور نے فرمایا اللہ کی معافی اس کی رضامندی اور جنت میں داخلہ معاویہ نے عرض کی ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی **و لو شاء اللہ ما اقتتلوا و لکن اللہ یفعل ما یر ید**.... اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو ... چاہے وہی کرتا ہے

پہلی بات.... آپ تفسیر در منثور سورہ بقرہ آیت 253 کی تفسیر پڑھیں تو انہوں نے اسی روایت کو نقل کیا لیکن اس سے پہلے لکھا رواہ ابن عساکر بسند واہ.. ابن عساکر نے اسے لایعنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن علماء خمسہ کو نظر نہیں آئے

دوسری بات.... یہ روایت ابن عساکر جلد 59 ص 139 پر موجود ہے یہی حوالہ علماء خمسہ نے ارشاد فرمایا ہے

اس روایت کی سند دیکھیں

پہلا راوی ابو محمد طاہر بن سھل دوسرا راوی ابو الحسن.. تیسرا راوی ابو منصور طاہر بن عباس بن منصور... عبید اللہ بن محمد بن احمد بن جعفر.... اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی

ابراھیم بن عیسی... مامون بن احمد السلمی... احمد بن عبد اللہ الشیبانی... الفرات بن السائب وہ میمون بن مہران اور وہ عبد اللہ ابن عباس سے ...روایت کرتے ہیں

اب جرح ملاحظہ فرمائیں

ابو محمد طاہر بن سھل... ابن عساکر خود فرماتے ہیں میں نے اس سے حدیث کے کچھ اجزاء سنے و کان جاہلا با لحدی ث اور یہ علم حدیث سے بالکل جاہل تھا اس نے اجازت نامے سے اپنے بھائی کا نام مٹا کر اپنا نام لکھ لیا تھا.. یاد رکھیں اس کے بھائی کا نام صاعد تھا....(لسان المیزان جلد 4 ص 347 میزان الاعتدال جلد 2 ص 335) حدیث کا پہلا راوی ہی فراڈیہ ہے

...مامون بن احمد السلمی

یہ بڑی چالاکی سے گھڑی ہوئی روایتیں بیان کرتا قال ا بن حبان : دجال

ابن حبان کہتے ہیں دجال تھا

ابو نعیم المستخرج علی صحیح مسلم کے مقدمہ میں فرماتے ہیں ما مون السلمی من اھل ھر اۃ خبیث وضاع

مامون السلمی اھل ھرات سے ہے یہ خبیث اور بہت حدیثیں گھڑنے والا تھا (لسان المیزان جلد 6 ص 441)

اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی

ذاک الجاھل الذی اتی با لموضوعات السمجۃ فی فضائل معاویہ

یہ وہ جاہل ہے جو معاویہ کے فضائل میں عجیب عجیب روایات گھڑ کر بیان کرتا تھا (لسان المیزان جلد 2 ص 75)

فرات بن السائب

قال البخاری.. منکر الحدیث.. قال ابن معین لیس بشئ.. قال الدارقطنی متروک..قال الحاکم ذاھب الحدیث.. قال ابن عدی لہ احادیث غیر محفوظۃ و عن میمون مناکیر ..(لسان المیزان جلد 6 ص 322.. میزان الاعتدال جلد 3 ص 341)

احمد بن عبد اللہ الشیبانی

قال ابو الفتح الازدی کذاب.. یہ کذاب ہے

قارئین خود اندازہ لگالیں کس طرح اس کذب اور موضوع روایت کو دعوت اسلامی کے علماء خمسہ نے علم ہوتے ہوئے بھی نقل کرڈالا اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی معاویہ کا مولا علی علیہ السلام کے ساتھ لڑنا نہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا تھی بلکہ اس لڑائی پر تو جنت اور مغفرت بھی ہے... **دعوت اسلامی والے ساری دنیا کو درس دیتے ہیں جھوٹ حرام ہے اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین**

تو وہ جھوٹ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے اور اس کا علم ہوتے اس کی ترویج و اشاعت کی جائے تو اس کی سزا کیا ہے علماء خمسہ جانتے ہوں گے

****

دعوت اسلامی کی کتاب فیضان معاویہ کے صفحہ 175 پر یہ روایت ہے

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ..بروز قیامت معاویہ کو اس طرح اٹھایا جائے گا کہ ان کے اوپر نور کی چادر ہو گی۔

علماء خمسہ نے ابن عساکر جلد 59 صفحہ 92 کا حوالہ نقل کیا جو درست ہے... لیکن روایت موضوع ہے

سند یہ ہے

اخبرنا ابو بکر محمد بن محمد أنا ابو بکر محمد بن علی أنا ابو الحسن احمد بن عبد اللہ نا محمد بن عبید بن ثعلبہ العامری نا جعفر بن محمد المعروف بالأنطاکی نا الربیع بن بدر عن سوار بن شبیب عن ابن عمر

یہ روایت چار اسناد سے مروی ہے

یہ وہ سند ہے جس سے علماء خمسہ نے روایت نقل کی ہے جرح ملاحظہ فرمائیں

جعفر بن محمد انطاکی عن زهیر بن معاویه لیس بثقة قال ابن حبان و له خبر باطل متنه یبعث معاویه علیه رداء من نور اس نے یہ حدیث باطل متن کے ساتھ روایت کی ہے (لسان المیزان جلد2ص467)

یروی عن زهیر بن معاویه الموضوعات و عن غیره من الاثبات المقلوبات لا یحل الاحتجاج بخبره

جعفر بن محمد ثقہ راویوں کی طرف موضوع روایات منسوب کر کے روایت کرتا ہے اور دوسروں سے مقلوب روایتیں بیان کرتا ہے اس کی حدیث سے دلیل لینا حلال نہیں.. پھر ابن حبان اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں

هذا موضوع لا اصل له

یہ روایت موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں (المتروکین ابن حبان جلد اول ص252)

اس سند کا ایک راوی ربیع بن بدر ہے

یحیی بن معین کہتے ہیں **ربیع ابن بدر لیس بشئ** (الضعفاء العقیلی جلد2ص53)

یروی عن الثقات المقلوبات و عن الضعفاء الموضوعات

ثقہ راویوں کی روایات کو مقلوب نقل کرتا ہے اور ضعیف راویوں سے موضوع روایات نقل کرتا ہے (الجروحین ابن حبان جلد اول366)

قد اتفقوا علی تضعیفه و قال الذهبی ترک. متروک. واه. (تقریب التهذیب جلد 2ص 91)

محمد بن مروان

کان ممن یروی الموضوعات عن الاثبات

موضوع روایتیں نقل کرتا تھا (المجروحین جلد2982)

دوسری سند میں بھی جعفر بن محمد الانطاکی زھیر سے روایت کر رہا ہے جس کا حکم آپ پڑھ چکے ہیں

تیسری سند میں بھی جعفر بن محمد الانطاکی زھیر سے روایت کر رہا ہے

چوتھی سند میں بھی جعفر زھیر سے روایت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا پہلا راوی ابو محمد طاھر بن سھل ہے جس کے بارے ابن عساکر کہتے ہیں کان جاھلا بالحدیث علم حدیث سے جاھل تھا اور اجازت نامے میں اس نے اپنے بھائی کا نام کاٹ کر اپنا نام لکھ لیا تھا(لسان المیزان جلد4ص347)

اسی سند میں اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے

زاک الجاھل الذی اتی با لموضوعات السمجة فی فضائل معاویه

یہ وہ جاھل تھا جو معاویہ کے فضائل میں حدیثیں گھڑ کے بیان کرتا تھا(لسان المیزان ص75 جلد2)

اس حدیث کے متعلق ابو حاتم فرماتے ہیں هذا موضوع لا اصل له

یہ حدیث موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں(الموضوعات ابن جوزی جلد2)

رواہ ابن حبان عن حذیفہ مرفوعاوقال موضوع فی اسنادہ جعفر بن محمد الانطاکی یروی الموضوعات

ابن حبان یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں یہ موضوع روایت ہے اس کی سند میں جعفر بن محمد الانطاکی ہے جو موضوع روایتیں بیان کرتا تھا (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ حدیث نمبر54ص403)

امام ذھبی فضائل معاویہ میں ابن عساکر کی تمام روایات کے بارے فرماتے ہیں وقد ساق ابن عساکر فی الترجمة احادیث واھیة وباطلة طول بها جدا

ابن عساکر نے معاویہ کے متعلق ان کے عنوان کے تحت فضول اور باطل روایات بیان کی ہیں اور بڑی طوالت سے کام لیا ہے

پھر امام ذھبی نے عنوان قائم کیا

فمن الاباطیل المختلفه

جناب معاویہ کے متعلق باطل روایتیں

پھر اس حدیث کو ان میں درج کر کے فرماتے ہیں

فهذه الاحادیث ظاهرة الوضع

.... یہ وہ احادیث ہیں جن کا موضوع ہوناواضح اور بدیہی ہے(سیر اعلام النبلاء جلد 13 ترجمة معاویہ بن ابی سفیان

قارئین سے ہے گزارش ہے کہ ہمارا مقصد صرف موضوع روایات کو بیان کرنا ہے لہذا معاویہ یا کسی اور کے متعلق نازیباالفاظ استعمال نہ کیے جائیں ویسے بھی مولا علی علیہ السلام کے غلاموں کا کام گالیاں دینا نہیں برداشت کرنا ہے یہی ہمارے مولا علی علیہ السلام کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے۔

****

مناقب معاویہ میں ایک اور موضوع روایت

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک دن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جناب معاویہ چارپائی پر سو رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سیدہ ام حبیبہ سے فرمایا یہ کون ہے آپ نے عرض کی یہ میرے بھائی معاویہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان سے محبت کرتی ہو عرض کی یقینا میں ان سے محبت کرتی ہوں فرمایا ان سے محبت کرو بے شک میں معاویہ سے محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت رکھتا ہے اور جبریل اور میکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں اے ام حبیبہ اللہ جبریل اور میکائیل سے بھی بڑھ کر معاویہ سے محبت فرماتا ہے..(تاریخ ابن عساکر جلد 59ص89)

اس روایت کی سند یوں ہے

أخبرنا ابو محمد طاہر بن سهل أنا على بن الحسين بن احمد اجازة نا ابو منصور المروزی نا ابو القاسم السقطی نا اسحاق بن محمد السوسی نا ابو بکر قرشی العبادانی نا یحی بن مختار النیسابوری نا القاسم بن حسن نا العلاء بن عمر نا شیبان بن فروخ عن ابن المبارک عن الحسن عن ابی الدرداء

اس روایت کا پہلا راوی ابو محمد طاہر بن سھل ہے

کان جاهلا بالحدیث علم حدیث سے جاھل تھا اس نے اجازت نامہ سے اپنے بھائی کا نام مٹا کر اپنا نام لکھ لیا تھا(لسان المیزان ج4ص 347)

ایک راوی اسحاق بن محمد السوسی ہے ذاک الجاھل الذی اتی بالموضوعات السمجة فی فضائل معاویہ

یہ وہ جاہل ہے جو فضائل معاویہ میں عجیب وغریب من گھڑت روایتیں بیان کرتا تھا(لسان المیزان جلد2ص75)

لہذا اس اعتبار سے روایت کے موضوع ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا اور نہ مزید بحث کی گنجائش رہتی کیونکہ روایت میں ایک وضاع جھوٹا راوی موجود ہے جس کا کام ہی فضائل معاویہ میں روایتیں گھڑنا ہے اور روایت کے پہلے راوی کا حال بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

****

ایک روایت نظروں سے گزری کس کتاب میں دیکھی یہ آپ احباب کو معلوم ہی ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے یا موضوع فیصلہ آپ احباب خود ہی فرمالیں کیونکہ ہم موضوع کہیں تو کافی تکلیف ہوتی ہے...روایت یہ ہے

حدثنا الحسین بن اسحاق التستری ثنا ھشام بن عمار ثنا عبداللہ بن یزید البکری ثنا کثیر بن زید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن ابن عمر قال ما رأیت احدا من الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسود من معاویہ..(معجم کبیر حدیث نمبت 13432)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد لوگوں میں معاویہ سے بڑا سردار کوئی ...نہیں دیکھا

عبداللہ ابن یزید البکری..ضعفہ ابن حاتم و قال ذاھب الحدیث (لسان المیزان ج5ص43)

ابو حاتم فرماتے ہیں ضعیف ہے اور ذاھب الحدیث جیسی شدید جرح بھی فرمائی

کثیر بن زید

صدوق یخطی من السابعہ

صدوق لینہ ابن معین وابوزرعہ والنسائی

و قال الذھبی صو یلح فیہ لین ضعفہ النسائی و مشاہ غیرہ(تقریب التھذیب ج4ص278)

قال ابو زرعہ صدوق فیہ لین و قال النسائی ضعیف (المغنی فی الضعفاء ج2ص128)

قال یحی لیس بذاک القوی و قال مرۃ ثقه و قال مرۃ لیس بشئ (کتاب الضعفاء والمتروکین ابن جوزی ج3 ص22)

قال یحی بن معین کثیر بن زید ثقہ و قال ابن المدینی کثیر بن زید صالح ولیس بالقوی

وقال ابن حبان کان کثیر الخطاء علی قلة روایته لا یعجبنی الاحتجاج به اذا انفرد (التذییل علی کتاب تھذیب التھذیب 322)

الحنبلی یقول سئل عن یحی بن معین عن کثیر بن زید فقال لیس بذاک القوی و کان قال لا شئ ثم ضرب علیه (المجروحین ج2 ص227 ابن حبان)

کثیر بن زید پر جرح وتعدیل دونوں طرح کے اقوال مروی ہیں اور ایساراوی جب منفرد ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی جیسا اوپر ابن حبان کا قول بھی گزر چکا ہے

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب

صدوق کثیر التدلیس و الارسال من الرابعه

قال محمد یعنی بخاری لا اعرف لہ سماعا من احد من الصحابۃ الا قولہ حدثنی من شھد خطبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم... امام بخاری فرماتے ہیں ان کا کسی صحابی سے سماع مجھے معلوم نہیں سوائے اس ایک روایت کے (اور اس میں بھی صحابی کا نام نہیں)

و سمعت الدارمی یقول لا نعرف له سماعا من احد من الصحابة

امام دارمی فرماتے ہیں کسی ایک صحابی سے ان کا سماع ہمیں معلوم نہیں (تقریب التھذیب ج5 ص92)

یہ اگرچہ صدوق راوی ہیں لیکن چوتھے طبقے کے کثیر التدلیس راوی ہیں.. اور ان کا صحابہ سے سماع ثابت نہیں **چوتھے طبقے کے مدلس راوی کا حکم کیا ہے**

طبقة رابعة من اتفق علی انه لا یحتج بشئ من حدیثهم الا بما صرحوا فیه بالسماع بکثرة تدلیسهم علی الضعفاء والمجاهیل.. (طبقات المدلسین ابن حجر)

چوتھے طبقے کے مدلس راویوں کے بارے محدثین کا اتفاق ہے کہ جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کریں ان کی کسی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا کیونکہ یہ اکثر ضعیف اور مجہول راویوں کے بارے تدلیس کرتے ہیں

اور سند میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ تو ایت عن سے مروی ہے اور اس میں حدثنا وغیرہ کے الفاظ مطلب نے استعمال نہیں کیے

اب اس روایت کو درایتا دیکھیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد معاویہ سے بڑھ کر کوئی سردار نہیں کیا یہ بات قابل قبول ہے کہ معاویہ ان ہستیوں سے بھی بڑے سردار ہیں جن کو جید صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سید و سردار فرمائیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا (جمع الجوامع مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

یاد رکھیں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب قول میں معاویہ کے لیے اسود کا صیغہ مستعمل ہے گویا معاویہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی بڑے سردار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی الرتضی علیہ السلام کے متعلق فرمایا انا سید ولد آدم و علی سید العرب.... المستدرک الحاکم اور حدیث کی سند صحیح ہے

معاویہ کیا حضرت علی علیہ السلام سے بھی بڑے سردار

معاویہ کیا امام حسن علیہ السلام سے بھی بڑے سردار

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة و ابوهما خیر منهما

حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں (المستدرک الحاکم اور ذھبی نے تلخیص متدرک میں کہا یہ حدیث صحیح ہے)

تو کیا معاویہ ان تمام ہستیوں سے بڑے سردار؟ حالانکہ معاویہ کو ان سابقون اولون ہستیوں کے مرتبے سے کیا نسبت.. اور اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب قول معاویہ کی سیاست و حکومت کے متعلق ہے تو پھر وہ یہ تسلیم کریں کہ معاویہ کی حکومت خلفاء راشدین کی حکومت سے بہتر تھی جس قسم کی رطب و یابس کی خوراک ایک مخصوص طبقہ نئی نسل کو دے رہا ہے اللہ تبارک و تعالی ہی محفوظ رکھے۔ **دراصل یہ ناصبیت ہے**

****

عقل پر ناصبیت کی کنڈی

ایک صاحب کو ایک روایت بڑھی ڈھٹائی سے بیان کرتے دیکھا جس کے موضوع ہونے کا یقیناان کو بھی علم ہو گا روایت ملاحظہ فرمائیں

أنس بن مالک : أنا مدینة العلم و علی بابها و حلقتها معاویه

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے اور معاویہ اس کی کنڈی ہے (الفردوس بمأثور الخطاب حدیث نمبر 106)

یہ روایت حدیث کی امھات کتب میں بلکہ الفردوس کے علاوہ اس اضافے کے ساتھ کہ معاویہ اس دروازے کی کنڈی ہیں کسی اور حدیث کی کتاب میں مروی نہیں اور یہاں موجود ہے لیکن سند ہی موجود نہیں سند پر تو بحث تب ہو جب سند ہو لیکن بیان کرنے والے کو بیان کرتے زرا بھی احساس ندامت نہ ہوا

صاحب فردوس اور الفردوس کے بارے علماء کیا کہتے ہیں

فان صاحب کتاب الفردوس جمع فیه بین الصحیح والسقیم و بلغ به الانحلال الی ان اخرج اشیاء من الموضوع

صحب کتب الفردوس نے اس کتاب میں صحیح اور سقیم روایات جمع کیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بہت سی موضوع روایات درج کر دیں (فتاوی و مسائل ابن صلاح ص 172)

هو متوسط المعرفة و لیس هو بالمتقن

وہ درمیانی معرفت والے تھے اور ماہر نہیں تھے (تاریخ اسلام ذھبی ج 35 ص 220)

اما در اتقان معرفت و علم او قصور است در صحیح و سقیم تمیز نمی کند و لهذا دریں کتاب او موضوعات و وهیات تو دہ تو دہ مندرج (بستان المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) اور ان کی مہارت و علم میں کچھ کمی تھی اور وہ صحیح و سقیم میں فرق نہیں کر سکے اسی وجہ سے ان کی کتاب میں بہت سی موضوع اور بیکار روایات موجود ہیں

اب وہ روایت جس کی سند نہ ہو اس کے بارے محدثین کے کچھ اقوال ملاحظہ کریں

خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج6 ص166 پر ابی اسحاق بن محمد الامین بخاری کے ترجمہ میں عبد اللہ ابن مبارک کے شاگرد سے روایت بیان کرتے ہیں ان کے شاگرد کہتے ہیں **سمعت عبداللہ ابن المبارک یقول الاسناد عندہ من الدین و لو لا الاسناد لقال من شاء او ماشاء**

عبد اللہ ابن مبارک فرماتے ہیں سند میرے نزدیک دین سے ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا بیان کرتا

و قال ابو عبداللہ فلو لا الاسناد و طلب ھذہ الطائفة لہ و کثرۃ مواظبتھم علی حفظہ لدرس منار الاسلام و تمکن الالحاد والبدع منہ بوضع الحدیث و قلب الاسانید.. فرمایا اگر سند نہ ہوتی اور محدثین اس کی اس قدر جستجو نہ کرتے اور اس پر مواظبت اختیار نہ کرتے تو اسلام کا مینار زمیں بوس ہو جاتا اور ملحدین اور بدعتی لوگ حدیثیں گھڑ کے اور سندوں میں الٹ پھیر کر کے دین پر غالب آجاتے

آگے فرمایا

فان الاخبار اذا تعرت عن وجود الاسناد فیھا کانت بترا

جب روایات اسناد کے وجود سے خالی ہوں تو وہ دم بریدہ ہیں (الاسناد من الدین ص18)

ابن ابی فروہ نے امام زھری کے سامنے جب بغیر سند کہا قال رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو آپ نے فرمایا

قاتلک اللہ یا ابن ابی فروہ ما اجراک علی اللہ لا تسند حدیثک تحدثنا بأحادیث لیس لھا خطم و لا أزمة

اللہ تجھے ہلاک کرے ابن ابی فروہ تیرے اندر یہ جرأت کیسی آئی کہ تو بغیر سند کے حیث روایت کرے اور تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جن کا سر پیر ہی نہیں (الاسناد من الدین18)

و قال السفیان الثوری الاسناد سلاح المومن فاذا لم یکن معہ سلاح فبای شئ یقاتل ؟ سفیان ثوری فرماتے ہیں اسناد مومن کا ہتھیار ہیں تو جب اس کے پاس ہتھیار نہیں ہو گا وہ کیسے لڑے گا

امام شافعی فرماتے ہیں

مثل الذی یطلب الحدیث بلا اسناد کمثل حاطب لیل یحمل حزمة حطب و فیہ أفعی و ھو لا یدری

جو بغیر سند کے حدیث چاہتا ہے اس کی مثال ایسے ہے کہ رات کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے جس میں زہریلا سانپ ہو جس کی اسے خبر نہیں (یعنی بغیر سند کے روایت بیان کرنا باعث ہلاکت ہے) (الاسناد من الدین 18)

عن شعبہ بن الحجاج

كل حديث ليس فيه حدثنا او اخبرنا فهو خل و بقل

ہر وہ حدیث جس کو حدثنا یا اخبرنا کے بغیر بیان کیا جائے تو وہ کچرے ہوئے گھاس کی طرح بیکار ہے (الکامل لابن عدی 1/48 الکفایہ للخطیب 283-ادب الاملاء والاستملاء 7 جامع الاصول لابن اثیر 1/59)

بغیر سند کے حدیث کی کیا حثیت ہے آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور یہ حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا کثیر کتب حدیث میں موجود ہے لیکن کہیں بھی کنڈی کا ذکر نہیں اگر کنڈی والی بات ہوتی تو ان روایات میں موجود ہوتی اور حلقۃ معاویہ روایت کو صرف صاحب الفردوس نے نہ صرف بغیر سند کے بیان کیا بلکہ اس روایت میں وہ منفرد ہیں اور ایسی روایت جو حدیث کی مشہور کتب میں نہ ہو اس کا حکم کیا ہے

قال بیهقی فمن جاء بحديث لا يوجد عند جميعهم لم نقبله منه (علم الحدیث 109) امام بیہقی فرماتے ہیں جو کوئی ایسی حدیث لائے جو دوسرے محدثین کے ہاں موجود نہ ہو تو ہم اسے قبول نہیں کریں گے

قال السيوطی و اما الان فالعمدة على الكتب المدونة فمن جاء بحديث غير موجودة فيها ای الكتب فهو رد عليه (رسالہ فی الموضوعات 116)

امام سیوطی فرماتے ہیں اب حدیث دارومدار صرف کتب مدونہ پر ہے پس اگر کوئی ایسی حدیث لائے جو

ان کتب میں موجود نہ ہو تو وہ رد کر دی جائے گی

اب یہ بیان کرنے والا ہی بتا سکتا ہے کہ حدیث کی مشہور کتب میں سے یہ کنڈی والی روایت کہاں ہے اور اگر کنڈی لگانی ہی تھی تو سند کے ساتھ تو لگاتے

قارئین ہمیں تو ایسے لوگوں سے امید ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ لوگ اس کنڈی پر تالہ لگا دیں گے اور چابی شاید یزید کو سونپ دیں تو پھر شاید طالبان علم و معرفت کو مولا مرتضی علیہ السلام سے فیض حاصل کرنے کے لیے یزید سے چابی لینی پڑے

شرم ان کو مگر نہیں آتی

حقیقت یہ ہے کہ شیطان، ابویزید نے ان نواصب کی عقلوں پر کنڈی لگا دی ہے

****

مولا علی علیہ السلام کی طرف منسوب قول

اخبرنا ابو اسامه حماد بن اسامه عن مجالد عن عامر عن الحارث قال لما رجع علی من صفین علم انه لا یملک فتکلم بأشیاء لم یکن یتکلم بها قبل ذاک و قال اشیاء لم یکن یقولها قبل ذاک فقال ایها الناس لا تکرهوا امارة معاویه فوالله لو قد فقدتموه لقد رأیتم الرؤوس تندر من کواهلها کالحنظل

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا معاویہ کی امارت کو برا نہ سمجھو اللہ کی قسم جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر اندرائن کے پھلوں کی طرح زمین پر گریں گے..(طبقات ابن سعد ج6 ص20)

یہ قول سیر اعلام النبلاء اور ابن عساکر ترجمة معاویہ بن ابی سفیان اور دلائل النبوة للبیہقی ج6 ص466 میں بھی مروی ہے لیکن دلائل النبوة اور ابن عساکر کی ایک روایت میں الحارث بن عبد اللہ الأعور کے بغیر مروی ہے

... مجالد بن سعید

روی عن جبیر بن نوف الھمدانی وزیاد بن علاقہ وعامر الشعبی

روی عنہ احمد بن بشر الکوفی وابو اسامہ حماد بن اسامہ وغیرہ

قال البخاری کان یحی بن سعید یضعفه یحی بن سعید نے کہا ضعیف ہے

و کان عبد الرحمن بن مهدی لا یروی عنه شیئا عبد الرحمن بن مهدی اس سے کوئی روایت بیان نہیں کرتے تھے

و کان احمد بن حنبل لا یراه شیئا یقول لیس بشئ.. امام احمد اسے کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے اور کہتے یہ کچھ بھی نہیں

و قال عمرو بن علی سمعت یحی بن سعید یقول لعبید الله این تذهب قال اذهب الی وهب بن جریر اکتب سیرة یعنی عن ابیه عن مجالد قال تکتب کذبا کثیرا لو شئت ان یجعلها لی مجالد کلها عن الشعبی عن مسروق عن عبد الله فعل

قال ابو طالب سألت احمد بن حنبل عن مجالد فقال ليس بشئ يرفع كثيرا لا يرفعه الناس و قد احتمله الناس

امام احمد نے فرمایا مجالد لیس بشئ یہ بہت سی روایتیں مرفوع بیان کرتا ہے جنہیں دوسرے محدثین مرفوع بیان نہیں کرتے

و قال عباس الدوری عن یحی بن معین لا یحتج بحدیثه.. یحی بن معین فرماتے ہیں اس کی حدیث قابل حجت نہیں

وقال ابو بکر بن خیثمه عن یحی بن معین ضعیف واهی الحدیث ضعیف اور فضول روایتیں بیان کرنے والا ہے

وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم سئل ابی عن مجالد بن سعید یحتج بحدیثه ؟ قال لا وهو احب الی من بشر بن حرب و ابی هارون.... و لیس مجالد بقوی الحدیث

و قال النسائی ثقة و قال فی موضع آخر لیس بالقوی.. صرف امام نسائی نے ثقہ کہا لیکن دوسرے مقام پر وہ بھی کہتے ہیں لیس بالقوی...(تھذیب الکمال جلد27ص219)

وقال البخاری انا لا اکتب حدیث مجالد ولا موسی بن عبیده... میں مجالد اور موسی بن عبیدہ کی حدیثیں نہیں لکھتا(ترتیب علل الترمذی الکبیر20)

وقال احمد احادیث مجالد کلها حلم

امام احمد فرماتے ہیں مجالد کی تمام حدیثیں خواب وخیال ہیں(تاریخ بخاری صغیر 1/135)

کان یحی بن قطان یضعفه و کان ابن مهدی لا یروی عنه عن الشعبی و قیس بن ابی حازم.. ابن مھدی مجالد کی امام .. شعبی اور قیس بن ابی حازم سے مروی روایات بیان نہیں کرتے تھے... یہ روایت بھی مجالد امام شعبی سے بیان کررہا ہے

وقال ابن حبان یقلب الاسانید و یرفع المراسیل لا یجوز الاحتجاج بحدیثه

ابن حبان فرماتے ہیں اسناد کو مقلوب بیان کرتا اور مرسل روایتیں مرفوع بیان کرتا تھا اس کی حدیث کو حجت بنانا جائز نہیں(الضعفاء ابن جوزی ج3ص36)

وقال ابن حجر لیس بالقوی و قد تغیر فی آخر عمره (تقریب التھذیب ج5ص24)

حدثنا یحی بن زکریاثنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سألت الشافعی عن مجالد فقال ھو مجالد..یعنی اس کو جرح کے کوڑے لگے ہیں..(الکامل فی الضعفاءج8 مسلم-یاسین)

حارث بن عبد اللہ الھمدانی الاعور

روی مغیرہ عن الشعبی حدثنی الحارث الاعور و کان کذابا..امام شعبی فرماتے یہ حدیث مجھے حارث نے بیان کی اور وہ کذاب تھا

وقال منصور عن ابراھیم ان الحارث اتھم..ابراھیم کہتے ہیں حارث تہمت زدہ ہے

وروی ابوبکر بن عیاش عن مغیرہ قال لم یکن الحارث یصدق عن علی فی الحدیث..مغیرہ فرماتے ہیں

حارث مولا علی علیہ السلام سے روایت بیان کرے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی

وقال ابن عدی کذابا وقال جریر بن عبدالحمید کان زیفا وقال ابن معین ضعیف وقال عباس عن ابن معین لیس بہ بأس وکذا قال النسائی وعنہ لیس بالقوی

وقال الدارقطنی ضعیف وقال ابن عدی عامۃ مایرویہ غیر محفوظ..عموما اس کی حدیث غیر محفوظ ہوتی ہے

وقال عثمان الدارمی سألت یحی بن معین عن الحارث الاعور فقال ثقۃ قال عثمان لیس یتابع یحی علی ھذا عثمان کہتے یحی بن معین کے اسے ثقہ کہنے کے قول کی محدثین نے پیروی نہیں کی

وقال ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ مایروی عن علی باطل..ابن سیرین کی رائے تھی عموما یہ مولا علی علیہ السلام سے باطل روایتیں بیان کرتا ہے وقال مفضل بن مھلھل عن مغیرہ سمع الشعبی یقول حدثنی الحارث و اشھد انہ احد الکذابین

وروی محمد بن شیبہ الضبی عن ابی اسحاق قال زعم الحارث الاعور و کان کذابا

وقال بندار اخذ یحی و عبدالرحمن القلم من یدی فضربا علی نحو من اربعین حدیثا من

حدیث الحارث عن علی..حضرت یحی اور عبد الرحمن نے حارث کی مولا علی علیہ السلام سے مروی چالیس احادیث پر قلم پھیر دیا

وقال ابن حبان کان الحارث غالیا فی التشیع واھیا فی الحدیث... غالی شیعہ اور فضول روایتیں بیان کرنے والا تھا

والجمھور علی توھین امرہ مع روایتھم لحدیثه فی الابواب فھذا الشعبی یکذبه ثم یروی عنه والظاھر انه کان یکذب فی لھجته و حکایاته واما فی الحدیث النبوی فلا... جمہور علماء کا اس کے بارے موقف ہے کہ چونکہ امام شعبی وغیرہ نے اس کی تکذیب کے باوجود ابواب میں اس روایتیں نقل کی ہیں لہذا یہ حدیث کے علاوہ حکایات وغیرہ میں جھوٹ بولتا تھا صرف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جھوٹ نہیں بولتا تھا.....(میزان الاعتدال ج1 ص375)

حضرت علی علیہ السلام سے اس کی روایت کے باطل ہونے کے اقوال پیچھے گزر چکے ہیں اور حدیث کے علاوہ تو جمہور بھی کہتے ہیں یہ جھوٹ بولتا تھا اور ظاھر ہے مولا علی علیہ السلام کا قول حدیث رسول نہیں

ان دونوں راویوں کے بارے آئمہ جرح و تعدیل کے اقوال آپ پڑھ چکے ہیں آپ خود ہی اندازہ لگالیں مولا علی علیہ السلام کی طرف منسوب اس قول کی حیثیت کیا ہے جس کو دلیل بنا کر لوگ خلیفہ راشد کی موجودگی میں بغاوت اور امارت کو پسندیدہ اور جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں.. طوالت کی وجہ سے کچھ چیزیں تحریر نہیں کر رہے ہیں۔

****

ہم نے اس جرح کو کیوں روک دیا وہ وجہ آپ اس آخری تحریر میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جب ہم نے محسوس کیا کہ انکے مفتی جی! علم حدیث، اصول حدیث و علم رجال سے ہی کوڑے ہیں اور اپنی عقل پر ابو یزید کی کنڈی اور یزیدی تالا لگا چکے ہیں تو ان لوگوں سے بات کرنا فضول سمجھا۔ اپریل، مئی 2018 کے دوران اس حوالے سے آخری تحریر جو انکے جواب کے ضمن میں قلمند کی گئی۔

احباب گرامی قدر ہم نے دعوت اسلامی کی کتاب فیضان معاویہ سے ایک روایت جو صفحہ نمبر 169.170 پر موجود ہے۔ روایت کے راویوں کے احوال کتب جرح تعدیل سے بیان کیے اس میں ایک سند جس کا حوالہ دعوت اسلامی والوں نے ابن عساکر کا دیا اس پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ میں دیگر اسناد سے مروی اس روایت کے بارے بھی بیان کیا کہ موضوع ہے جس روایت کے آخری الفاظ یہ تھے کہ اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہ سے پیار کرتا ہے.. محترم مفتی حسان عطاری صاحب نے جواب حاضر ہے کے نام سے ایک PDF فائل کے زریعے جواب ارشاد فرمایا اور کافی تنقید بھی کی اور یہ کہا کہ کے مجہول راوی کی روایت کا حکم وغیرہ اور ضعیف

راوی کی روایت کا حکم یہ ہے اور کہا علم حدیث سے جاہل۔۔ ہم مانتاہیں بہت کم علم ہیں پھر انھوں نے خلاصہ یہ نکالا کہ علماء نے اسے **لم یصح یا لا یصح** کہا ہے جس سے اس کا موضوع نہیں ضعیف ہونالازم آتا ہے

لیکن محترم مفتی صاحب ہمیں یہ سبق دیتے دیتے خود بھول گئے کہ جب اس طرح کے الفاظ کتب حدیث میں آئیں تو واقع ہی روایت موضوع نہیں ہوتی زیادہ سے زیادہ ضعیف ہوتی ہیں لیکن جب علماء جرح وتعدیل کسی راوی کے عنوان کے تحت اس راوی پر جرح کرتے ہوئے لکھیں اور اس روایت کے آخر میں **لا یصح لا یثبت لیس بصحیح لیس بثابت لا یثبت فیه شئ** لکھیں تو وہ روایت موضوع ہوتی ہے اور ہم نے اس روایت کے متعلق حوالے کتب جرح وتعدیل سے دیے اور وہ الفاظ نقل بھی کیے میں یہاں صرف دو حوالے نقل کرتا ہیں

قولهم فی الحدیث لا یصح او لا یثبت او لم یصح او لم یثبت او لیس بصحیح او لیس بثابت او غیر ثابت او لا یثبت فیه شئ و نحو هذه التعابیر اذا قالوه فی کتب الضعفاء او الموضوعات فالمراد به ان الحدیث المذکور موضوع لا یتصف بشئ من الصحة و اذا قالوه فی کتب احادیث الاحکام فالمراد به نفی الصحة الاصطلاحیة۔۔۔

محدثین کرام کسی حدیث کے بارے میں **لا یصح لا یثبت لم یصح لم یثبت لیس بصحیح لیس بثابت یا غیر ثابت یا لا یثبت فیه شئ** وغیرہ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ استعمال کرتے ہیں اگر ان کے ایسے اقوال کتب ضعفاء اور کتب موضوعات میں ہوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مذکورہ حدیث موضوع ہے اور اگر ان کے یہ اقوال کتب احادیث میں ہوں (یعنی کسی مجموعہ احادیث جیسے بخاری مسلم ابن ماجہ وغیرہ) تو اس سے اصطلاحی صحت کی نفی مراد ہو گی

پھر آگے شیخ ابو غدہ اپنے شیخ زاہد الکوثری ایک طویل عبارت نقل کرنے کے بعد یہ توضیحی جملہ ارشاد فرماتے ہیں

ولا یلزم من الاول نفی الحسن او الضعف و یلزم من الثانی البطلان

پس قول اول سے حدیث کے اصطلاحی حسن یا ضعف کی نفی لازم نہیں آتی لیکن دوسرے قول سے بطلان لازم آتا ہے (ظفر الامانی ... مختصر السید الشریف الجرجانی ص 467-468 مقدمہ المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع لعلی القاری ص 27-28

فائل دیکھیں تو خود لم یصح وغیرہ کے الفاظ کتب ضعفاء سے نقل کرتے نظر آئیں گے اس طرح انہوں نے خود مزید پختہ طریقے اس روایت کو موضوع ثابت کر ڈالا آخر میں ابن عساکر میں جناب معاویہ کے فضائل میں مروی روایات کا مجموعی حکم ذھبی کی زبانی سنتے جائیے

قد ساق ابن عساکر فی الترجمة احادیث واھیة باطلة طول بھا جدا ابن عساکر نے جناب معاویہ کے فضائل بڑی طوالت سے فضول اور باطل روایات نقل کی ہیں (سیر اعلام النبلاء جلد 4)

پچھلے دنوں ایک روایت پر بحث چل رہی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں جس پر مفتی صاحب نے جوابا ارشاد فرمایا کہ جب کتب جرح وتعدیل میں کسی روایت کے بارے لم یصح لم یثبت وغیرہ کے الفاظ آجائیں تو وہ حدیث موضوع نہیں ہوتی اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر کتب ضعفاء میں ان الفاظ سے مراد موضوع حدیث ہی ہوتی ہے تو پھر موضوعات پر مشتمل کتب لکھنے کا فائدہ ہی کیا ہے چلیں ہم جناب کی بات مان لیتے ہیں اور انہی کے بنائے قاعدے کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ کہ اگر کتب جرح تعدیل میں اس سے لم یصح لم یثبت مراد موضوع روایت نہیں ہے تو پھر آپ ان روایات کو تسلیم تو کریں گے جن کے آخر میں صرف لم یصح لم یثبت وغیرہ لکھا ہے اور آپ کتب موضوعات میں جن روایات کے آخر میں لم یصح وغیرہ لکھا ہے ان کو بھی حسن یا ضعیف کا درجہ تو دیں گے کیونکہ وہ احادیث اگر موضوع ہوتیں تو آپ کے قاعدہ کے مطابق ان کے آخر میں صرف موضوع ہی لکھا جانا ضروری ہے اور آپ کے مطابق ان کو کتب ضعفاء میں ہونا چاہیے نہ کہ موضوعات میں اور اگر ان کو علماء نے موضوعات میں درج کر کے ان کے آخر میں لم یصح لم یثبت لکھا ہے تو اس مطلب یہ ہوا کہ علماء کے ہاں یہ اصطلاح مستعمل تھی تبھی تو انہوں نے کتب موضوعات میں ان کے آخر میں یہ الفاظ درج کیے اور اگر علماء کو ان کے موضوع ہونے کا یقین نہیں تھا تو ان کو ضعیف احادیث میں درج کرتے

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واعلم انہ جرت عادۃ الحفاظ انھم یحکمون علی حدیث بالبطلان من حیثیۃ لسند مخصوص لکون راویہ اختلق ذالک السند لذالک المتن ویکون المتن معروف من وجہ آخر ویذکرون ذلک فی ترجمۃ ذلک الراوی یجر حونہ بہ (لآلی المصنوعہ 1/117)

حفاظ کی یہ عادت معروفہ ہے کہ کسی مخصوص سند سے وارد حدیث پر باطل ہونے کا حکم لگاتے ہیں کیونکہ کسی راوی نے اس مخصوص سند کو اس حدیث کے لیے ایجاد کیا ہوتا ہے حالانکہ متن کسی اور سند سے معروف ہوتا ہے اور علماء اس روایت کو بمع سند اس کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں جس سے ان کا مقصود اس راوی پر جرح کرنا ہوتا ہے

اب سوال یہ ہے کہ کیااس حدیث کے باقی اسناد کے لحاظ سے یہ روایت موضوع ہے کہ نہیں اور یقینا موضوع ہے اور علماء نے اس روایت کو اس سند کے ساتھ عبد اللہ ابن بکار کے ترجمہ میں لکھاہے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ مجہول لم یحفظ حدیثہ اس کی حدیث محفوظ نہیں...اس کی حدیث محفوظ نہیں کے الفاظ شاید معترض کو نظر نہیں آئے

اب کتب موضوعات سے کچھ مثالیں جن کے آخر میں علماء نے لم یصح لکھاہے حالانکہ وہ موضوع ہیں

امام سیوطی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت امرنابقتال الناکثین والقاسطین والمارکین مع علی ابن ابی طالب علیہ السلام (یادرہے علیہ السلام کے الفاظ امام سیوطی نے لکھے ہیں جن کو دعوت اسلامی نے کفریہ کلمات میں لکھ ماراہے بہر حال یہ الگ موضوع ہے)اس روایت کے آخر میں لکھتے ہیں ھذا حدیث لایصح.. الآلی المصنوعہ... اب مفتی صاحب کے قاعدہ کے مطابق تو یہ حدیث موضوع نہیں ہونی چاہیے کیونکہ لایصح ہی تو لکھاہے

ذہبی موضوعات حدیث نمبر 11

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاا نتھی بی جبریل الی سدرۃ المنتھی.......کے تحت فرماتے ہیں منکر رجلہ ثقات ا لا القنطری اور میزان الاعتدال 1 / 51 کے تحت صرف مجہول لکھاہے اور اس روایت کو مجہول راوی کے وجہ سے موضوعات میں درج کیا اگر ہر مجہول راوی کی روایت آپ کے مطابق حسن یا ضعیف ہی ہے تو ذھبی نے اسے موضوعات میں کیوں درج کیا

ابن جوزی موضوعات میں جناب معاویہ بن ابی سفیان کے ترجمہ میں ص 19 پر ادعواالی معاویہ فلماوقفت بین یدیہ.......ھذا حدیث من جمیع الطرق لایصح فرماتے ہیں....اس سلسلے میں علماء کی کتب سے کثیر روایات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ایک ایک مثال پر ہی اکتفاء کرتاہوں

اب اس حدیث کی طرف آتے ہیں اس روایت میں صرف ایک راوی مجہول نہیں عبد اللہ ابن بکار کے بارے میں ہے مجہول اس کی حدیث محفوظ نہیں

عبید الملقب جو کہ عبید بن صالح بن مسلم ہے کشف الالقاب بتحقیق عبد العزیز بن راجی صفحہ 365 پر قطوہ جو کہ ابو نصر احمد بن علی بن صالح بن مسلم ہے کے تحت حاشیے میں اس کا ذکر ہے اور الاکمال 6 / 116 پر صرف اس کا نام موجود ہے کوئی جرح و تعدیل نہیں یہ بھی مجہول ہے بشر بن بشار کا ذکر صرف رجال طوسی میں ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہہ کر کہالم نظفرہ ہمیں اس کے حالات معلوم نہیں اور یہ رجال شیعہ سے ہے ..اب اس مجہول نہ بھی ماناجائے تو کم از کم دوراوی مجہول ٹھہرے اب کسی روایت میں کئی راوی مجہول ہوں تو اس کے بارے کیا حکم لگتاہے موضوعات ذھبی سے ایک مثال حدیث نمبر 16 اذا کان عیشۃ عرفۃ ھبط اللہ الی السماء......کے تحت لکھتے ہیں موضوع کیوں

موضوع ہے اس کے راوی مجہول ہیں.. اب مفتی صاحب کے مطابق تو حسن کے درجہ پر ہونی چاہیے..... اب ایک اور اصول کے مطابق اس روایت کو دیکھیں

قال البیھقی فمن جاء بحدیث لا یوجد عند

جمیعھم لم نقبلہ منہ..... علوم الحدیث 109

جو شخص ایسی حدیث لائے جو کتب حدیث میں موجود نہ ہو ہم اسے قبول نہیں کریں گے

قال السیوطی و اما الان فالعمدۃ علی الکتب المدونۃ فمن جاء بحدیث غیر موجودۃ فیھا ای الکتب فھو رد

علیہ اب ہمارا اعتماد کتب حدیث پر ہے اگر کوئی ایسی روایت بیان کرے جو ان کتب میں موجود نہ ہو تو اسے رد کر دیا جائے گا.... رسالہ فی الموضوعات 1/6

اب یہ مفتی صاحب ہی بتا سکتے ہیں کتب حدیث میں کہاں یہ روایت مذکور ہے اور بقول ان کے لایصح سے تو حسن کی نفی بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ اس سے ضعیف کی نفی کرتے ہوئے موضوع کہہ دیا جائے تو امام بخاری اسے نقل کرتے جنہیں مجبورا مناقب کے ابواب میں ذکر معاویہ لکھنا پڑا اور امام ترمذی نے حسن غریب تو لکھ دیا لیکن حسن روایت ترک کر دی

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں یہ الفاظ تو سابقون الاولون مھجر انصار بدری اور بیعت رضوان والے اکابر صحابہ میں سے بھی انتہائی قلیل جن کو انگلیوں پہ شمار کیا جا سکتا ہے ملتے ہیں اور یہ ایسا اعزاز ہے کہ جید صحابہ غزوہ خیبر کی اس رات جاگتے رہے کہ جھنڈا انھیں ملے اور وہ یہ اعزاز حاصل کر سکیں نا جانے معاویہ کو کس کارنامے کے عوض یہ اعزاز پل بھر میں آپ دینا چاہتے ہیں

ذھبی نے اسی متن کی روایت کو سیر اعلام النبلاء میں جناب معاویہ کے ترجمہ میں روایات باطلہ میں شمار کیا حالانکہ محدثین کا منہج یہ ہے کہ اگر کسی اور سند سے متن درست ہو تو اس کی شاھد روایت مل جانے کی وجہ سے اسے موضوع اور باطل نہیں کہتے بلکہ حسن یا ضعیف کہتے ہیں اور ذہبی نے ابن عساکر کی روایت نقل کر کے اسے باطل کہا ہے تو ان کو اس متن کی حسن روایت نظر کیوں نہیں۔۔۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور فیصلہ احباب کی نظر کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے مزید سوال و جواب کرنا چاہیے ؟جو اپنی عقل پر شامی کباب کا بھوت سوار کر چکے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

اللہ رب العالمین امت مسلمہ کو نواصب و روافض کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

لباسِ خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں

اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

مزید معلومات و رابطہ کے لیے

Noor Ul Irfan Research Team
For Further Correspondence Noorulirfan92@Gmail.com
WhatsApp +12672309603